جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دینے کا فیصلہ کرتا ہے تو اسکے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے (الانعام: ۱۲۵)

مربی بنئے: تفصیلی تعارف

ایک بنیادی سوال:

اس وقت امتِ مسلمہ ہر قسم کے وسائل رکھنے کے باوجود ذلیل وخوار کیوں ہے؟ غور کریں تو اس کی وجہ آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے۔ ایک عام مسلمان سے لیکر حکمرانوں تک کمزور کردار کے مالک ہیں اور اپنی ملّی ذمہ داری سمجھنے اور نبھانے کی کوشش نہیں کرتے۔ ہمارے سامنے قرآنِ حکیم کی صورت میں بہترین ہدایت، پیغمبر اکرم ﷺ کی سیرت میں زندگی بسر کرنے کا بہترین نمونہ اور تاریخِ عالم میں صحابہ کرامؓ کا بے مثال اور منفرد عمل موجود ہے۔ کیا ہم اس سے راہنمائی حاصل کرنے کیلئے تیار ہیں؟ کیا ہم اپنی پوری زندگی کے ہر پہلو میں اسلام پر عمل کرنے کیلئے تیار ہیں؟ اگر نہیں تو یاد رکھیے ایک کمزور کردار رکھنے والی قوم اور اس کے افراد کیلئے ذلت مقدر ہو جاتی ہے۔ ملتِ اسلامیہ کی سربلندی کے لئے ہر مسلمان کو اپنا حصہ ڈالنا ہوگا کیونکہ ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ۔

بعثتِ مصطفیٰ ﷺ کا مقصد:

پوری صورتِ حال کے ادراک کیلئے اہم ترین بات خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی آمد کا مقصد سمجھ میں آنا چاہیے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں حضورؐ کی آمد کا مقصد مندرجہ ذیل نکات سے سمجھ میں آ سکتا ہے۔

۱۔ توحید و آخرت:

تمام انبیاء کی طرح قرآنِ حکیم اور حضور اکرمؐ نے توحید اور آخرت پر سب سے زیادہ زور دیا ہے۔ خدائے واحد پر ایمان لانے والا اپنے تمام معاملات میں صرف ایک الٰہ کو مانتا ہے اور بے شمار چھوٹے چھوٹے خداؤں کے در پر جھکتے ہوئے ذلیل وخوار نہیں ہوتا۔ اسی طرح آخرت پر یقینِ کامل رکھنے والا اللہ کے حضور جوابدہ ہونے کا احساس رکھتا ہے اور اپنے روزمرہ کے ہر معاملہ میں فکر مند رہتا ہے کہ مجھے ایک دن ایک ایک عمل کا حساب دینا ہے۔ کسی اللہ کے بندے نے کہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں لاکھوں آدمیوں کے شعور میں آخرت کا تصور اتنا پختہ کر دیا کہ وہ ہر چھوٹے سے چھوٹا کام کرتے ہوئے آخرت کی جزا و سزا کا خیال رکھتے۔ وہ ایک صاحب کردار قوم بن کر ابھرے اور پوری دنیا میں اپنے رب کے نام کا ڈنکا بجا دیا۔ توحید و آخرت کے پختہ تصوّرات کے بغیر مسلمان کبھی بھی ایک اعلیٰ کردار کی حامل قوم نہیں بن سکتے۔

۲۔ تلاوتِ آیات، تفہیم کتاب، تعلیم حکمت اور تزکیہ نفس:

حضورؐ نے فرمایا کہ میں اپنے دادا ابراھیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ کی دعا اور ملتے جلتے الفاظ میں اسکی قبولیت اس طرح بیان ہوئی ہے: اے پروردگار! اِن (لوگوں) میں انہی میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرمایئے جو ان کو تیری آیات پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور کتاب اور حکمت سکھایا کرے اور ان (کے دلوں) کو پاک صاف کیا کرے۔ بیشک تو غالب اور صاحب حکمت ہے (البقرۃ ۱۲۹، ۱۵۱) تقریباً انہی الفاظ میں بعثتِ مصطفیٰؐ کا مقصد سورہ آلِ عمران (۱۶۴) اور سورہ جمعہ (۲) میں بھی بیان ہوا ہے۔ سورہ آلِ عمران میں بعثتِ مصطفیٰؐ کو مومنوں پر احسانِ عظیم قرار دیا گیا ہے۔ ایک ہی بات کو ایک جیسے الفاظ میں قرآنِ کریم کا چار دفعہ بیان کرنا اسکی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ مفسرین کرام نے کہا ہے کہ یہ چاروں باتیں حضورؐ کی بعثت کا مقصد بیان کرتی ہیں۔

ہر مومن پر فرض ہے کہ وہ قرآن کی تلاوت باقاعدگی سے کرے، سمجھ کر کرے، اس پر عمل کی نیت سے کرے اور اس کے پیغام کو عام کرنے کیلئے کرے۔ اسی طرح اللہ کی نازل کردہ کتاب کا فہم حاصل کرنا اور اس پر زندگی کے مختلف معاملات سلجھانے کیلئے غور و فکر کرنا بھی بہت اہم ہے۔ حکمت مومن کی میراث ہے مختلف زاویوں سے اسکی تعلیم بھی مومن کی شان بڑھاتی ہے۔ بعض علماء کے نزدیک حکمت سے مراد حدیث نبوی ہے۔ حدیث کے فہم کے بغیر قرآن کو صحیح طرح سمجھا نہیں جاسکتا۔ گویا قرآن فلسفہ حیات ہے۔ اور حدیث اسکی تفسیر اور عملی تعبیر ہے۔ تزکیۂ نفس معراج انسانیت کا اہم ذریعہ ہے۔ انسانی شخصیت کو سنوارنا اور اسکی اعلیٰ ترین نشوونما تزکیۂ نفس کی مرہون منت ہے۔ تزکیۂ نفس پر ہمہ وقت عمل کرنے سے ہی ایک بندۂ خدا بلند ترین کردار کا حامل ہوسکتا ہے۔ بعض مفسرین قرآن کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ تلاوتِ آیات، تفہیم کتاب اور تعلیم حکمت دراصل تزکیۂ نفس کے اہم ذرائع ہیں۔

۳۔ غلبۂ دین

اقامت دین اور غلبہ دین حضور اکرمؐ کی بعثت کا تیسرا بڑا مقصد ہے۔ قرآن حکیم میں تین دفعہ ایک جیسے الفاظ میں اس عظیم مقصد کو بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے (الصّف: ۹) اور حق ظاہر کرنے کے لئے خدا ہی کافی ہے (الفتح: ۲۸) خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے (التوبۃ: ۳۳) ''سب دینوں پر غالب کرے'' تک تینوں جگہ ایک جیسے الفاظ ہیں مگر ان کے اختتامی الفاظ موضوع کی مناسبت اور زور دینے کیلئے سورۃ الفتح میں مختلف طرز پر آئے ہیں۔ بعض لوگوں نے اپنے آپ کو تزکیۂ نفس اور وہ بھی محض عبادات تک محدود کرلیا ہے اور بعض نے پہلے حصے کو رسمی چیز سمجھ کر غلبۂ دین اور وہ بھی صرف سیاست میں اپنی پوری قوت جھونک دی ہے۔ دینِ کامل یہ ہے کہ دین کے دونوں پہلوؤں پر

یکساں طور پر عمل کیا جائے اور وہ بھی مکمل طور نہ کہ جزوی طور پر۔

ملت اسلامیہ کا کھویا ہوا وقار صرف اس صورت میں بحال ہوسکتا ہے کہ غلبۂ دین کا کام کرنے والوں کے پیش نظر ا۔صرف آخرت کی کامیابی ہو ۲۔ وہ صرف اللہ کی رضا کے طالب ہوں ۳۔ وہ اللہ کیلئے پوری زندگی کو مصیبت اور مشقت میں کاٹنے کیلئے تیار ہوں ۴۔ ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے آمادہ ہوں ۵۔ اس جہاں میں کسی اجر کے طالب نہ ہوں ۶۔کرسی کی تڑپ اور لذت کی بجائے اقتدار کی خواہش محض اقامتِ دین کیلئے ہو ے۔کسی قسم کی کوئی عصبیت، علاقائی، لسانی یا مسلکی ان کے مزاج پر غالب نہ ہو ۸۔ رہبانیت کی بجائے میدانِ عمل کے مردِ مجاہد ہوں ۹۔پورے کے پورے دین کو اپنی زندگی کے ہر گوشے میں نافذ کرنے پر فخر محسوس کریں ۱۰۔الحب للہ اور البغض للہ پر کاربند ہوں۔

امت کی ذمہ داریاں

محبت رسول اور عشقِ رسول کے خالی خولی دعووں کی بجائے اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور انہیں بھرپور طریقے سے ادا کرنے سے ہی امتِ مسلمہ کا کھویا ہوا وقار بحال ہوسکتا ہے۔ہلکی پھلکی سنتوں پر عمل میں غلو اور بڑی بڑی مسنون ذمہ داریوں سے فرار اس امت کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔وہ شخص ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا جو حضورؐ کی آمد کے مذکورہ بالا مقاصد کو پورا کرنے کیلئے ایک مجاہد کے انداز سے مسلسل اور بھرپور جدوجہد نہیں کرتا۔اب کوئی نبی نہیں آئے گا اور آخری نبیؐ کے ہر امتی کو انبیاء والا کام کرنا ہوگا۔ختم نبوت پر ایمان کا یہ ہی عملی طریقہ ہے۔

رب ذوالجلال نے اس امت کو اپنی پسندیدہ امت، امتِ وسط اور بہترین امت قرار دیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور خدا (کی راہ) میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔اس نے تم کو برگزیدہ کیا ہے............اور تمہارا نام مسلم رکھا (الحج ۷۸) سورہ بقرہ میں فرمایا: اور اسی طرح ہم نے تم کو امتِ معتدل (امت وسط) بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبرِ آخرالزماںؐ تم پر گواہ بنیں (البقرہ ۱۴۳) سورہ آل عمران میں خیر امت کا منصب عطا فرما کر امت کی ذمہ داری اس طرح بیان کی: (مومنو!) اب تمام امتوں سے بہترین امت تم ہو جسے انسانوں کی (ہدایت واصلاح) کیلئے میدان میں لایا گیا ہے۔تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو (آل عمران:۱۱۰)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں امر بالمعروف کا آسان راستہ اختیار کرنا اور نہی عن المنکر سے فرار آدھے دین پر عمل کرنا ہے، دینِ کامل کا تقاضا ہے کہ ادخلوفی السلم کافۃ کی روح کے مطابق پورے کے پورے اسلام میں داخل ہوں اور پورے اسلام پر عمل کریں۔اقبال امتِ مسلمہ کا محسن ہے کہ اس نے اسلام کو خانقاہوں اور حجروں سے نکال کر صحابہؓ کی طرز پر ایک کامل دین پر عمل کرنے کا پیغام دیا۔اقبال کا مردِ مومن بلند کردار، صاحب بصیرت، خدائے لم یزل کا رازداں اور اللہ کی برہان ہے۔اور ہمیں اسی قسم کے صاحب عزم وعمل مسلمانوں کی ضرورت ہے۔علماء نے مسلمانوں کو

مسلم، مؤمن، متقی اور محسن کے چار درجوں میں تقسیم کیا ہے اور قرآنِ حکیم نے جا بجا محسنین کیلئے رب ذوالجلال کی محبت کا خوبصورت انعام عطا کیا ہے۔ محض چند رسوم پر عمل کرنے کی بجائے امتِ مسلمہ کو پورے کے پورے اسلام پر عمل کرنے والے محسنین کی ضرورت ہے۔

پورے کے پورے اسلام پر عمل کرنے پر قرآن حکیم نے بے شمار آیات میں فلاح کی نوید سنائی ہے۔ لیکن انسانی خسارے کی نہایت زوردار تنبیہ سورہ والعصر میں بیان کی ہے اور اس خسارے سے نکلنے کی صرف چار صورتیں بیان کی ہیں۔ ۱۔ ایمان ۲۔ عمل صالح ۳۔ حق کی تلقین ۴۔ صبر کے ساتھ تلقین اور صبر کی تلقین۔ امام رازیؒ نے فرمایا ہے کہ کسی بھی انسان (خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو) کیلئے ان چاروں چیزوں پر عمل کرنے کے بغیر خسارے سے نجات کی کوئی صورت نہیں۔ ختم نبوت پر ایمان بھی رکھنا اور تلقین وتبلیغ سے لاتعلق بھی ہونا اپنی ذمہ داری سے فرار ہے۔ اسی طرح عمل صالح سے مراد چند عبادات ادا کرنا نہیں (یاد رہے عبادات کے بغیر بھی اسلام کا کوئی تصور نہیں) بلکہ اس سے مراد عبادات، معاملات، اخلاقیات، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، انفاق فی سبیل اللہ، جہاد فی سبیل اللہ اور دین ومعاملات میں اخلاص شامل ہیں۔

یہ کام کیسے ہو؟

تقویٰ اور تزکیۂ نفس کیلئے مسلسل تربیت، ذاتی اصلاح، اہلِ خانہ کی تربیت، ماحول کی بہتری اور ایک مومن کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی خاطر ایک اچھا مسلمان، مبلغ اور مصلح بننے کیلئے قرآن وسنت کی روشنی میں

مربی بنئے

مربی کون:

عام طور پر مربی تربیت دینے والے کو کہتے ہیں لیکن اصطلاحی معنوں میں مربی ایک ایسا شیخ ہے جو بلند پایہ عالم اور روحانی شخصیت ہو۔ ہمارے نزدیک مربی ایک ایسا شخص ہے جو صاحب علم بھی ہو اور اپنی تمام زندگی علم سے محبت میں گزارنا چاہتا ہو، روحانی طور پر وہ اپنے اللہ سے مضبوط تعلق استوار کرنا چاہتا ہو اور ذکر وفکر سے مسلسل اس تعلق میں اضافہ کرنے کا خواہشمند ہو۔ اپنا تمام علم اور روحانی بالیدگی صرف اپنی ذات تک محدود کرنے کی بجائے اسے دوسروں تک پھیلانے کی ذمہ داری بھی قبول کرے۔ اسے اپنی نمود ونمائش کی بجائے خالصتاً اللہ کی رضا مطلوب ہو۔ وہ نہ تو دنیاوی جاہ وجلال کا پجاری ہو اور نہ اپنی کرامات سے اپنے لئے عقیدت واحترام پیدا کرنے کا خواہشمند ہو۔

مربی بنانے کیلئے ہم دین کے تمام پہلوؤں کی جامع تعلیم بھی دیں گے اور مختلف طریقوں سے اپنے دینی بھائیوں کی مسلسل روحانی تربیت بھی کریں گے۔ آپ کسی بھی مسلک، سیاسی یا دینی جماعت سے متعلق ہوں ہمارے لئے

محترم ہیں۔ ہمارے ہاں سے تربیت حاصل کرنے کے بعد آپ جس طرح اور جہاں اس تربیت کو استعمال کریں گے وہ ملت اسلامیہ کیلئے خیر اور اتحادِ امت کا ذریعہ ہوگی۔

جامع دینی تعلیم

دین کے مختلف پہلوؤں پر دعوت فاؤنڈیشن پاکستان نے ایک جامع نصاب اور فاصلاتی طریق کار مرتب کیا ہے جس پر پچھلے پانچ سال سے کامیابی سے عمل ہو رہا ہے۔ یہ نصاب مندرجہ ذیل موضوعات پر وسیع راہنمائی مہیا کرتا ہے۔

۱۔قرآنِ حکیم ۲۔حدیثِ نبوی ۳۔اسلامی فقہ ۴۔عربی گرامر

۵۔سیرۃ النبیؐ ۶۔معاشیات اسلام/اسلامی معاشی نظام ۷۔ کا سیاسی/معاشرتی نظام ۸۔تصوف اور تزکیہ نفس

۹۔معاوناتِ فہم دین بشمول اقبالیات، فنِ خطابت، اسلامی تاریخ اور متفرق دینی موضوعات۔

اسی نصاب کو ہر مربی کی ضرورت کے مطابق ایک خاص ترتیب سے پڑھایا جائے گا۔ دین میں ترجیحات پر خصوصی توجہ دی جائے گی اور ذوقِ یقین پیدا کرنے کیلئے قرآن وحدیث اور کلامِ اقبال سے تعلیم وتذکیر کا اہتمام کیا جائے گا۔

مسلسل روحانی تربیت

ہماری روحانی تربیت کا مرکز ومحور قرآن وحدیث اور بزرگانِ دین سے استفادہ ہوگا۔ اس سلسلہ میں چند پہلو پیش خدمت ہیں۔ ۱۔اقامت صلوٰۃ (فحشا اور منکر سے بچاؤ، نماز میں باقاعدگی، صاحب ترتیب، جماعت کی پابندی، پہلی صف اور تکبیرِ اولیٰ کا اہتمام، خشوع وخضوع، اپنے افراد خانہ، ہمسایوں اور اردگرد کے افراد میں نماز سے تعلق بیدار کرنا، وغیرہ) ۲۔تسبیحات وذکر ۳۔احسان اور رقاق سے متعلق احادیث کا بار بار مطالعہ ۴۔صوفیاء سے استفادہ کا مسنون طریقہ ۵۔شب بیداری، قیام اللیل اور تہجد ۶۔اس سلسلہ میں قرآن حکیم سے مسلسل استفادہ، مثلاً سورہ آل عمران کی یہ آیت: جو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹے ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور آسمان وزمین کی ساخت میں غور وفکر کرتے ہیں (وہ بے اختیار بول اٹھتے ہیں) پروردگار یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے۔ (آل عمران ۱۹۱)

طریقِ کار

جامع دینی تعلیم کیلئے دین کے مختلف پہلوؤں پر مشتمل دینی نصاب ایک منظم طریقہ سے پڑھایا جائے گا۔ اگر علم کی سچی طلب رکھنے والا مربی روزانہ دو گھنٹے بغیر کسی وقفہ کے اس کام کیلئے صرف کرے تو وہ آسانی سے تین سال میں یہ

نصاب مکمل کر سکتا ہے۔ زیادہ وقت دینے والا اس سے پہلے یہ سعادت حاصل کر سکتا ہے۔ ایک ترتیب سے مختلف کتابیں بلا قیمت مہیا کی جائیں گی جنہیں پڑھنے کے بعد واپس کرنا ہوگا۔ صاحبِ حیثیت حضرات یہ کتابیں بازار سے یا دعوت فاؤنڈیشن کے ہیڈ آفس سے رعایتی قیمت پر خرید سکتے ہیں۔ کسی مشکل کی صورت میں ٹیلیفون پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ تمام پروگرام کی کوئی فیس نہیں لیکن داخلہ سے پہلے ہر ایک کے لئے ایک ہزار روپے دعوت فنڈ کے طور پر تین سالوں میں صرف ایک دفعہ جمع کروانا لازمی ہے۔ ہم چندہ کیلئے کوئی مہم نہیں چلاتے۔ کام کو پھیلانے کے لیے اور نیکی کے کام میں تعاون کیلئے مخیر حضرات کو از خود آگے بڑھنا چاہیے۔

مسلسل روحانی تربیت کیلئے آپ کا عزمِ مصمم بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ ڈھلمل یقین والے افراد صاحب کردار نہیں ہوتے۔ ''ارادے باندھتا ہوں سوچتا ہوں توڑ دیتا ہوں'' جیسا ذہن رکھنے والے کبھی آگے نہیں بڑھ سکتے۔ تربیت کے عنوان بالا کے تحت تمام پہلوؤں پر ہم وقتاً فوقتاً تبادلۂ خیالات کرتے رہیں گے اور مختلف طریقوں سے کارکردگی کا جائزہ بھی لیتے رہیں گے۔

دعوت فاؤنڈیشن پاکستان کی تین اہم تصانیف

فاؤنڈیشن کے چیئرمین محمد الیاس ڈار کے قلم سے

۱۔ سخن اقبال (سکولوں، کالجوں اور دینی مدارس کے طلباء و طالبات کے لیے منتخب نصاب)

اس کتاب میں علامہ اقبال کے اردو کلام کا انتخاب پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول میں منتخب کلام کے مشکل الفاظ کے معانی، ہر نظم یا غزل سے حاصل ہونے والا سبق یا اس کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔

۲۔ قرآن حکیم کا منتخب نصاب

اس کتاب میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی کتاب ''الفوز الکبیر'' میں دیئے گئے پانچ مضامین اور تین دیگر مضامین پر قرآن حکیم کی آیات کا انتخاب اس انداز سے پیش کیا گیا ہے کہ ہر مضمون کی منتخب آیات ایک جگہ جمع کر دی گئی ہیں جس سے قرآن سمجھنا آسان ہو جائے گا۔

۳۔ منصب رسالت اور امت کی ذمہ داریاں

یہ کتاب فی الحال تیاری کے مراحل میں ہے اور جلد ہی دعوت فاؤنڈیشن کے تعلیمی بورڈ کے فاضل ارکان اور دیگر علماء و مفکرین کے تبصروں کے ساتھ شائع کی جائے گی۔